© rasailojaraid.com

صحت کی اہمیت

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

محمد یوسف گورایہ

علم طب اور اسلام :۔ طبی نقطۂ نظر سے اسلامی تعلیمات پر نظر ڈالی جائے تو عربی کے اس جملے کی صداقت پر یقین آنے لگتا ہے۔ العلم علمان علم الادیان و علم الابدان۔[1] علم دو ہیں ایک علم ادیان اور دوسرا علم بدن۔ کتب طب میں اس قسم کے جملے اسلامی تعلیمات میں صحت کی اہمیت پر واضح روشنی

۱۔ علم طب پر اکثر کتابوں میں یہ جملہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سمجھ کر استعمال کیا گیا ہے۔ جو صحیح نہیں ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ جملہ حضرت امام شافعیؒ کا قول ہے۔ ابوالحسن علی بن عبدالکریم بن طرخان بن تقی الحموی علاء الدین الکحال (۶۵۰ - ۷۲۰ھ) نے اپنی تصنیف "الاحکام النبویۃ فی الصناعۃ الطبیۃ، طبع فی مصر ۱۳۷۴ھ/۱۹۵۵ء جلد اوّل ص ۱۲۵) میں اس پر بحث کی ہے۔ امام حموی نے الربیع بن سلیمان سے امام شافعیؒ کا قول نقل کیا ہے۔ العلم علمان علم الدین وعلم الدنیا فالعلم الذی للدین الفقہ، والعلم الذی ہو للدنیا ہو الطب (علم دو ہیں، علم دین اور علم دنیا۔ علم دین تو علم فقہ ہے اور دنیا کے لئے جو علم ہے وہ علم طب ہے)۔ دوسری روایت میں ہے۔ صنفان لا غنی للناس عنہما۔ الاطباء لأبدانہم والعلماء لادیانہم وما زال العلماء یعرفون الطب ویستعملونہ (علماء کے دو طبقے انسانوں کے لئے ناگزیر ہیں۔ اطباء علم صحت بدن کے لئے اور علماء علم دین کے لئے۔ علماء ہمیشہ سے طب کی معرفت حاصل کرتے رہتے ہیں۔ اور اسے استعمال میں لاتے رہتے ہیں) یہ جملہ "العلم علمان علم الادیان وعلم الابدان" سند و روایت کے اعتبار سے خواہ کسی کا ہو، اسلامی تعلیمات میں صحت کی اہمیت کا صحیح معنوں میں ترجمان ہے۔

© rasailojaraid.com

ڈالتے ہیں۔ قرآن حکیم کا حکم ہے: "ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ" (۲ : ۱۹۵) اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔

بیماری انسان کے ذہنی وجسمانی قویٰ کو مفلوج کر دیتی ہے۔ اور اُس کی تباہی و ہلاکت پر منتج ہوتی ہے۔ جو شخص اپنی صحت وتندرستی کا خیال نہیں کرتا۔ اور بیمار ہوکر اپنا علاج نہیں کراتا وہ خودکشی کا مرتکب ہوتا ہے۔ خودکشی دو طرح سے ہوتی ہے، ایک باقاعدہ کسی خارجی قوت سے شعوری طور پر دفعتہً اپنے آپ کو ہلاک کر لینا۔ اور دوسرے اپنے آپ کو ایسے حالات کے حوالے کر دینا جو نتیجۃً ہلاکت کا سبب بنیں۔ نتیجے کے لحاظ سے دونوں برابر ہیں۔ صحت کی حفاظت نہ کرنا اور بیماری کی صورت میں علاج نہ کرنا، خودکشی ہے۔ اور اسلام میں خودکشی حرام ہے۔ ایسے ہی اگر کوئی شخص جاہل ہے اور اپنی جہالت کی بنا پر صحت وتندرستی کی حفاظت اور بیماری کی صورت میں اس کے علاج سے ناواقف ہے، تو اس صورت میں وہ معاشرہ جس کا وہ فرد ہے، اس جاہل شخص کی ہلاکت کا ذمے دار ہوگا۔ اس لئے مندرجہ بالا آیت اگرچہ بظاہر افراد کو مخاطب کرتی ہے، لیکن اپنے معنی ومفہوم کے اعتبار سے ملک ومعاشرے کو بھی محیط ہے۔ امام حموی نے ایسی ہی صورت حال کے بارے میں لکھا ہے۔ ولو قال قائل: لا آکل ولا اشرب۔ فان اللہ یطعمنی ویسقینی۔ لکان عاصیا بالاجماع۔ لانہ خالف موضوع الحکمۃ۔[۲] اگر کوئی شخص یہ کہے کہ نہ تو میں کھاؤں گا اور نہ پیوں گا، اللہ مجھے کھلائے گا اور پلائے گا تو ایسا شخص اجماعاً گنہ گار ہے۔ کیونکہ اس نے موضوع حکمت کی خلاف ورزی کی ہے۔ امام حموی اس کا سبب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ لانہ القیٰ نفسہ الی التلف وقد نہیٰ اللہ عزوجل عن ذالک۔[۳] کیونکہ ایسے شخص نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیا۔ حالانکہ اللہ عزوجل نے ایسا کرنے سے منع کر رکھا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

۲۔ ابوالحسن علی بن عبدالکریم بن طرخان بن تقی الحموی علاء الدین الکحال، الاحکام النبویۃ فی الصناعۃ الطبیۃ طبع فی مصر ۱۳۷۴ھ/۱۹۵۵ء جلد اول، ص ۱۲۵۔

۳۔ ایضاً۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

صحت کی اسی اہمیت کے پیش نظر فرمایا تھا۔ الطھور شطر الایمان[۴]۔ طہارت (یعنی حفظانِ صحت کے اصولوں پر عمل کرنا) نصف ایمان ہے۔

اسلامی تعلیمات میں علم طب اور حفظانِ صحت کی یہ اہمیت، ان خصوصیات میں سے ہے جن کی وجہ سے اسلام ادیانِ عالم پر فوقیت رکھتا ہے۔

صحت کی برقراری فرض ہے:۔ اسلام میں صحت کی اہمیت مقاصد اسلام کا لازمی و منطقی نتیجہ ہے۔ اسلام جن مقاصد کو لے کر آیا تھا، ضائع ہو جاتے، اگر ان کی حفاظت و تنفیذ کے لئے باصلاحیت، قوی، تندرست و توانا افراد پر مبنی ایک جماعت وجود میں نہ آتی۔ اور صحت و تندرستی کو اتنی اہمیت نہ دی جاتی جتنی کہ خود مقاصد کو دی گئی۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:۔

واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل ترھبون بہ عدو اللہ وعدوکم وآخرین من دونھم لا تعلمونھم اللہ یعلمھم[۵] اور (مسلمانو!) جہاں تک تمہارے بس میں ہے ہر قسم کی قوت پیدا کر کے اور سرحدی حفاظت کے لئے گھوڑے تیار رکھ کر دشمنوں کے مقابلہ کے لئے اپنا ساز و سامان مہیا کئے رہو کہ اس طرح مستعد رہ کر اللہ کے اور اپنے دشمنوں پر اپنی دھاک بٹھائے رکھو گے۔ اور ان کے علاوہ ان دوسرے دشمنوں پر بھی جنہیں تم نہیں جانتے مگر اللہ انہیں جانتا ہے۔"

صحت ہر مسلمان کا حق ہے:۔ اس آیت میں ضمناً صحت و تندرستی کی برقراری اور قوت و طاقت میں مسلسل اضافے کا حکم موجود ہے۔ اس میں "من قوۃ" اور "من رباط الخیل"[۶] کے

۴۔ صحیح مسلم کتاب الطہارۃ۔ ۵۔ قرآن۔ ۸ : ۶۰۔

۶۔ نزولِ قرآن کے وقت "ومن رباط الخیل" سے مراد ہمیشہ تیار رہنے والے گھوڑے تھے، لیکن دورِ جدید میں ان سے مراد ہمیشہ تیار رہنے والی بندوقیں، توپیں، ٹینک، لڑاکا طیارے، میزائیل، ایٹم بم، آب دوز کشتیاں اور دوسرے خود کار ہتھیار ہیں۔ اور زمانہ جیسے جیسے ترقی کرتا جائے گا اور جو نئے نئے ہتھیار اور ساز و سامانِ جنگ ایجاد ہوتے جائیں گے۔ "ومن رباط الخیل" ان سب پر محیط ہوگا۔ اس ضمن میں جو چیز صحت و طب کے نقطۂ نظر سے اہم ہے وہ یہ ہے کہ ان (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الفاظ قابل غور ہیں۔ قوۃ ایسا جامع لفظ ہے کہ یہ مادی و معنوی تمام قوتوں کو محیط ہے۔ لیکن آدمی قوت کو بطور خاص اہمیت اس لئے حاصل ہے کہ در اصل افراد ہی باقی قوتوں کے ذمہ دار ہوتے ہیں، افراد کی ذہنی و جسمانی تندرستی وہ قوت ہے جو بے شمار دوسری تخلیقی قوتوں کو جنم دیتی ہے اور اس طرح قوت و توانائی میں مسلسل اضافے کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ ایک غیر جانب دار مؤرخ کے لئے یہ بات بڑی تعجب خیز ہو گی کہ اسلام نے صحت کی برقراری اور قوت و توانائی میں اضافے کو اس وقت اہم قرار دیا جب کہ انسان کو اس کی اہمیت کا شعور تک نہ تھا اسلام میں صحت کی یہ اہمیت اور بڑھ جاتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ غیر اقوام نے انسان کے اس حق کو حال ہی میں زبردست عوامی تحریکوں کے دباؤ کے نتیجے میں تسلیم کیا، ورنہ آج سے کچھ عرصہ پہلے غیر مسلم اقوام میں انسان کے اس بنیادی حق کا شعور تک نہیں ملتا۔

"اعدوا لھم ما استطعتم" وغیرہ آیات سے مراد صرف چند فوجی سپاہیوں کی تیاری نہیں بلکہ اللہ کا یہ حکم پوری امتِ مسلمہ کے ہر فرد کو مخاطب کر رہا ہے، اور ہر فرد ملت کو دفاع اسلام اور اشاعت و تنفیذ احکام کا حکم دے رہا ہے۔ قرآن حکیم کے احکام پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے مخاطب تمام مسلمان بحیثیت مجموعی ہیں۔[7]

قرآن حکیم شروع سے آخر تک ایسے اوامر و نواہی سے بھرا ہوا ہے جس سے مراد یہ ہے کہ ہر مسلمان کو بجز مستثنیات کے ان احکام کا مکلف بنایا گیا ہے۔ اس لئے جہاں تک فرائض کا تعلق ہے ہر مسلمان سے ان کی ادائیگی کا تقاضا کیا گیا ہے اور جہاں تک حقوق کا تعلق ہے ہر مسلمان کے حق کو تسلیم کیا گیا ہے۔ اعدوا لھم ما استطعتم میں امت کے ہر فرد کو خطاب کیا گیا ہے اس لئے امتِ مسلمہ

(بقیہ حاشیہ) تمام ہتھیاروں کو بنانے اور ان کو ترقی یافتہ شکل میں رکھنے کے لئے صحت مند دماغ اور تندرست جسم کی اشد ضرورت ہے اور دوسرے ان تمام ہتھیاروں کے استعمال کے لئے انتہائی صحت مند و توانا افراد کی ضرورت ہے جو جہاد و قتال کے میدان میں ان سے کماحقہ فائدہ اٹھا سکیں۔ بیمار اور کمزور افراد ان کے متحمل نہیں ہو سکتے۔

۷- قرآن - ۲۲ : ۷۸ ، ۸ : ۶۰ ، ۲۲ : ۷۸ ، ۲۲ : ۷۷ -

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے ہر فرد پر اپنی صحت کی حفاظت کا فریضہ عائد ہوتا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے احکام پر جب خود عمل کیا اور پوری امت کو ان اصولوں کا کاربند بنایا، تو اس کے جو فوری نتائج برآمد ہوئے خود قرآن کے الفاظ میں یہ تھے " یقاتلون فی سبیل اللہ کانھم بنیان مرصوص ؛ وہ اللہ کی راہ میں اس طرح لڑتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔

اب ہم اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو احکام الہٰی کے سب سے پہلے مخاطب تھے اس فریضے یعنی حفظانِ صحت پر خود کیسے عمل کیا اور بحیثیت سربراہِ مملکتِ اسلامیہ امت کو اس پر عمل کرانے کے لئے کیا کیا اقدامات کئے۔ یہ جائزہ دو حصوں پر مشتمل ہوگا۔ نمبر ۱۔ وہ اقدامات جو حیات و صحت کی برقراری کے لئے ضروری ہیں۔ نمبر ۲۔ وہ اقدامات جو قوت و توانائی میں مسلسل اضافے کے لئے لازمی ہیں۔ پہلے حصہ میں ہوا، روشنی، حرارت، پانی اور غذا سے بحث ہوگی اور دوسرا حصہ اسلامی ضابطہ صحت اور طبی ہدایات پر مشتمل ہوگا۔

ہوا، روشنی اور حرارت :- بقائے حیات و صحت کے بنیادی جز، ہوا کے بارے میں دو باتوں کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ نمبر ۱۔ ہوا کافی مقدار میں ہو، نمبر ۲۔ ہوا صاف اور پاکیزہ ہو۔ ہوا کی کمی کا احتمال عام طور پر آبادیوں میں رہائشی مکانات اور انسانی اجتماعات میں ہوتا ہے۔ جہاں تک رہائشی مکانات کی طرزِ تعمیر کا تعلق ہے، قرآن حکیم اس سلسلے میں چند اشارات دیتا ہے :-

۱۔ مسٰکن ترضونھا^٨ - ایسے مکانات جو (ہوا، روشنی، حرارت کی فراوانی کی وجہ سے) پسندیدہ ہوں۔

۲۔ مسٰکن طیبة^٩ - مکانات۔ صحت بخش، ہوا دار، کھلے، صاف ستھرے اور پاکیزہ ہوں۔

۳۔ فی مسکنھم اٰیة - جنتٰن عن یمین وشمال^١٠ : مکانات جن کے دائیں بائیں خوشگواری، پاکیزگی، صفائی اور صحت کے لئے درخت، پودے، سبزہ اور باغات ہوں۔

۸۔ قرآن ۔ ۹ : ۲۴۔ ۹۔ قرآن ۔ ۹ : ۷۲۔ ۱۰۔ قرآن ۔ ۳۴ : ۱۵۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۴۔ مبلدۃ طیبۃ[۱۱] ۔ انتہائی صاف ستھرا، پاکیزہ، ہوا دار، روشن، کھلا ہوا مثالی شہر۔
۵۔ قریۃ کانت آمنۃ مطمئنۃ[۱۲] ۔ پُر امن محفوظ و مامون، شور و غل اور گندگی و غلاظت سے پاکیزہ مطمئن بستی۔

قرآن حکیم کے اس نقشے کے مطابق مسلمانوں کو صرف ایسے مکانات میں سکونت اختیار کرنی چاہیئے جو ہوا دار، روشن، صاف ستھرے اور پاکیزہ ہوں اور جن کی خوشگواری، پاکیزگی، صفائی اور صحت بخش فضا کو برقرار رکھنے کے لئے ان کے دائیں بائیں درخت ہوں، سبزہ اور باغات کی فراوانی ہو، اور اس قسم کے مکانات پر مشتمل محلے اور بستیاں ایسی ہوں جو سکون اور پاکیزگی کے اعتبار سے "قریۃ آمنۃ مطمئنۃ" کہلا سکیں اور ان پُر سکون اور پاکیزہ محلوں پر مشتمل ایسے شہر ہوں جو اپنی صفائی، ستھرائی، کشادگی، روشنی وغیرہ کے اعتبار سے "مبلدۃ طیبۃ" کہلانے کے صحیح معنوں میں مستحق ہوں۔

جہاں تک انسانی اجتماعات میں وافر ہوا کی دستیابی کا تعلق ہے اسلام نے اس طرف بھی توجہ دی ہے، مسلمانوں کے بڑے بڑے اجتماع عام طور پر نماز پنجگانہ، جمعہ، عیدین اور حج وغیرہ کے موقع پر ہوتے ہیں، اس ضمن میں ادیانِ عالم میں یہ امتیاز شاید صرف اسلام کو حاصل ہے کہ زمین اپنی پوری وسعتوں کے ساتھ مسلمانوں کے لئے سجدہ گاہ بنا دی گئی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فخریہ انداز میں فرمایا کرتے تھے:

میرے لئے ساری زمین سجدہ گاہ بنا دی گئی ہے جہاں بھی کسی مسلمان کے لئے وقت نماز آئے وہیں پڑھ لیا کرے۔[۱۳]

مسلمانوں نے اسلام کی اسی وسعت نظری کی روشنی میں مساجد تعمیر کیں اور اس وقت روئے زمین پر پھیلی ہوئی صدیوں قدیم اور جدید مساجد اس بات کی گواہ ہیں کہ مسلمانوں کی سجدہ گاہیں دوسرے مذاہب کی عبادت گاہوں میں سب سے زیادہ وسیع، کشادہ، ہوادار اور پرفضا

۱۱۔ قرآن ۔ ۳۴ : ۱۵ ۔ ۱۲۔ قرآن ۔ ۱۶ : ۱۱۲ ۔
۱۳۔ تجرید بخاری حصہ اول ۔ کتاب التیمم ۔ حدیث نمبر ۲۰۲ ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہیں اور صحت و صفائی کے اعتبار سے سب پر فوقیت رکھتی ہیں۔ نماز پنج گانہ اور نماز جمعہ مساجد میں ادا کی جاتی ہیں۔ لیکن نماز عیدین کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر کھلے میدان کو ترجیح دیتے تھے۔ اجتماع حج کے لئے بیت اللہ میں توسیع کا عمل عہد اسلام میں مسلسل جاری رہا ہے اور آج بھی اس کی حدود میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ پھر اسلام کے طریقِ عبادت میں صف بندی اور صفوں کے درمیان سجدہ کے لئے ایک خاص فاصلہ کو صحت کے اصولوں کے پیشِ نظر اہمیت حاصل ہے۔ اسلام نے رہبانیت کی مذمت کی ہے، تنگ و تاریک گوشۂ تنہائی جس طرزِ زندگی کا خاصہ ہے۔ اسلام نے "لا رھبانیۃ فی الاسلام" (اسلام میں رہبانیت نہیں) کے ذریعے اس سے منع فرما دیا۔

ہوا اگرچہ جزو حیات ہے لیکن گندی اور کثیف ہوا کو ناپسند کیا گیا ہے اور صاف اور پاکیزہ ہوا کو مرغوب مطلوب قرار دیا گیا ہے۔ قرآن حکیم میں پاک اور صاف ہوا کو "ریح طیبۃ"[14] کا نام دیا گیا ہے۔ یعنی ایسی ہوا جو کثافتوں اور گندگیوں سے پاک ہو اور مضر صحت اجزاء سے مبرا ہو، حیات بخش اور مفیدِ صحت ہو، موجبِ فرحت و انبساط ہو۔ اسلام نے صاف ستھری اور پاکیزہ ہوا کو محض اخلاقی تعلیم کی حد تک نہیں رہنے دیا، بلکہ اس کے حصول کے لئے عملاً اقدامات کئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی آبادی میں گندگی اور غلاظت پھیلانے اور اسے برقرار رکھنے والے پر اللہ کی لعنت کی وعید سنائی ہے[15]۔ اس سلسلے میں اسلام کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس نے جراثیم کی ہلاکت خیزیوں کا اندازہ ساتویں صدی عیسوی میں لگا لیا تھا۔ تھوک کے جراثیم سے ہوا کا آلودہ ہونا یقینی امر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ جب مسجد کی دیوار پر تھوک دیکھا تو اس کے صحابہ کرام کی موجودگی میں خود اپنے دستِ مبارک سے اسے کھرچ دیا اور اس جگہ خوشبو لگائے جانے پر آپ نے خوشی کا اظہار فرمایا[16]۔ اور ایک حکم کے ذریعے دیواروں، فرشوں اور شہتیلا وغیرہ پر تھوکنے سے منع فرمایا[17]۔

۱۴- قرآن ۱۰ : ۲۲ - ۱۵- مشکوٰۃ المصابیح - حصہ اوّل - حدیث نمبر ۷۴۳ -

۱۶- صحیح بخاری، کتاب الصلوٰۃ، حدیث نمبر ۳۹۵ تا ۴۰۰- ۱۷- مشکوٰۃ، کتاب المساجد-

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہوا کی صفائی کے لئے دوسرا بڑا عنصر آبادی میں سبزہ، درخت، پھول اور پودوں وغیرہ کی موجودگی ہے، ہم نے اوپر دیکھا کہ قرآن کریم میں جس مثالی شہر "بلدۃ طیبۃ" کا ذکر ہے اس کی امتیازی خصوصیات میں سے ہے کہ اس کے دائیں بائیں، باغات و نباتات کی فراوانی ہے جن کے پھول پتے اور سبزہ ہوا کو صاف اور پاکیزہ بنا کر "ریح طیبۃ" میں تبدیل کرتے رہتے ہیں اور فضا کو مسلسل خوشگوار اور صحت افزا بناتے رہتے ہیں۔ صحت کے اسی اصول کے پیش نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر مسلمانوں کو پھلدار اور سایہ دار درخت لگانے کا حکم دیا کرتے تھے[18]۔ مدینے کے نواح میں باغبانی، شجرکاری اور زراعت کی افزائش میں آپ گہری دلچسپی لیتے اور اکثر مساجد کے علاوہ باغات میں نماز ادا فرماتے[19]۔

فضا کو صاف اور ہوا کو پاکیزہ رکھنے کے لئے خوشبو کا استعمال نہایت ضروری ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو تین چیزیں مرغوب تھیں ان میں ایک خوشبو تھی[20]۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ذاتی اسوہ کے علاوہ اجتماعی طور پر جمعہ کے روز مسجد میں خوشبو جلانے کا حکم دیتے تھے اور آپ کی ہدایت پر اگربتی اور کافور جلایا جاتا تھا[21]۔ حضور صلعم کا اسوۂ حسنہ اور آپؐ کے دوسرے اقدامات دراصل قرآن حکیم کی ان آیتوں کی عملی تفسیر تھے۔ یٰبنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد[22]۔ (اور ہم نے حکم دیا تھا) اے اولاد آدم! عبادت کے ہر موقع پر زیب و زینت سے آراستہ رہا کرو۔ قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبٰت من الرزق[23]۔ (اے پیغمبر) ان لوگوں سے کہو "خدا کی زینتیں جو اس نے اپنے بندوں کے برتنے کے لئے پیدا کی ہیں، اور کھانے پینے کی اچھی چیزیں کس نے حرام کی ہیں؟"

اس وقت بھاری صنعتوں، کارخانوں اور ڈیزل و پٹرول کا وجود نہیں تھا۔ پھر بھی اسلامی معاشرے میں کثافت ہوا (AIR POLLUTION) کے مضر اثرات کے انسداد کا خیال رکھا

۱۸۔ تجرید بخاری حصہ دوم، کتاب الادب، حدیث نمبر ۸۳۱۔

۱۹۔ مشکوٰۃ، جلد اول، حدیث نمبر ۶۸۳۔ ۲۰۔ مشکوٰۃ، جلد دوم، حدیث نمبر ۴۹۴۳۔

۲۱۔ سنن نسائی، کتاب المساجد۔ ۲۲۔ قرآن ۷ : ۳۰۔ ۲۳۔ قرآن ۷ : ۳۱۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جاتا تھا۔ اس ابتدائی دور میں کثافت ہوا کا احتمال انسانی اجتماعات ہی میں ہو سکتا تھا۔ چنانچہ آپ نے حکماً یہ تاکید فرما رکھی تھی کہ لوگ جمعہ کے اجتماع میں شامل ہونے سے پہلے غسل کر لیا کریں۔ اس اصول پر اتنی سختی سے عمل کرایا جاتا تھا کہ ایک دفعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بغیر غسل کئے نماز جمعہ میں شریک ہوئے تو امیرالمومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ سے اس کوتاہی پر جواب طلبی کی اور یاد دلایا کہ جمعہ میں شریک ہونے کا طریقہ عہد رسالت سے جاری ہے۔ اس کے علاوہ حضور نے مسجد میں حدث اصغر یعنی اخراج ریح کو دوسروں کے لئے موجب اذیت قرار دیا[۲۴]۔ کثافت ہوا کے انسداد کے ضمن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور حکم دیا جس میں لہسن یا پیاز کھا کر مسجد میں آنے سے منع کیا گیا تھا۔ اور ایک دوسرے حکم کے ذریعہ مسلمانوں کو ہدایت کی گئی تھی کہ کوئی شخص لباس یا جسم پر کوئی ایسی چیز لگا کر نہ آئے جس کی بدبو سے دوسروں کو تکلیف پہنچے[۲۵]۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اقدامات سے پتا چلتا ہے کہ اسلام میں کثافت ہوا کے مضرات کے انسداد کا کتنا اہتمام ہے۔ اسلامی تعلیمات کی بنا پر آج ہمارا فرض ہے کہ ہم اتباع سنت میں موجودہ کثافت ہوا کے اسباب وعوامل کا تجزیہ کریں اور ان کی روک تھام کے لئے جدید ترین ذرائع کو استعمال میں لا کر اپنے ماحول اور معاشرے کو صاف ستھرا اور پاکیزہ بنائیں۔

پانی:۔ ہوا، روشنی اور حرارت کے علاوہ بقائے حیات کے لئے پانی کی اہمیت کا اندازہ قرآن حکیم کے اس جملے سے لگایا جا سکتا ہے "وجعلنا من الماء کل شئی حی" ہم نے پانی سے ہر چیز کو زندگی بخشی ہے۔

قرآن حکیم نے پاکیزہ شہروں اور طیب پانی کی بے حد تعریف کی ہے، جبکہ غلیظ ناپاک اور گندہ پانی کی مذمت کی ہے۔ پانی کو طاہر یعنی پاک اور مطہر یعنی دوسری چیزوں کو پاک کرنے والا بیان کیا گیا ہے۔ فقہاء ومحدثین نے پانی کی اس اہمیت کے پیش نظر اس کی صفائی و عدم صفائی پر خاص توجہ دی ہے اور یہ عام اصول وضع کیا کہ جس پانی کی رنگت، بو یا ذائقہ تبدیل

۲۴۔ صحیح بخاری، کتاب الوضوء، حدیث نمبر ۱۳۶۔

۲۵۔ تجرید بخاری، حصہ اول، حدیث نمبر ۴۵۱۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہو جائے وہ ناپاک ہو جاتا ہے[۲۶]۔ پاکیزگی اور صفائی کے بارے میں فقہاء کے چھوٹے چھوٹے اختلافات اس بات کا ثبوت ہیں کہ اسلام میں صاف پانی کو حفظانِ صحت کے لئے بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ پانی کو صاف رکھنے کے لئے حضور صلعم نے کئی اقدامات فرمائے۔ آپ نے حکم فرمایا کہ کسی کھلے کھڑے پانی میں جو نہانے، دھونے یا پینے کے کام آتا ہو، کوئی غلاظت نہ پھینکی جائے، اس میں پیشاب یا پاخانہ نہ کیا جائے[۲۷]۔ ویران اور بیکار پڑے ہوئے کنوؤں کا پانی نہ پیا جائے اور نہ ہی کسی دوسرے استعمال میں لایا جائے[۲۸]۔

غذا:- بقائے حیات وصحت کے لئے تیسری اہم چیز غذا ہے۔ غذا کے ضمن میں اسلامی تعلیمات میں دو باتیں بڑی بنیادی ہیں۔ (۱) کیا کھایا جائے؟ (۲) کتنا کھایا جائے؟۔ پہلے سوال کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا " قل احل لکم الطیبٰت[۲۹]" تمہارے لئے ہر وہ غذا جو طیب ہے حلال ہے۔ دوسری آیت میں فرمایا " وکلوا مما رزقکم اللہ حلالاً طیباً[۳۰]" اللہ کے دیئے میں سے حلال و طیب غذا کھاؤ۔

ان آیتوں سے ثابت ہوا کہ اسلام میں ہر وہ چیز جو حلال اور طیب ہو جائز ہے۔ دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ اسلام میں کسی غذا کا محض حلال ہونا کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ اس کا طیب، پاکیزہ اور صاف ہونا بھی لازمی ہے۔ اگر کوئی غذا جو فی نفسہٖ حلال ہو لیکن طیب نہ ہو تو اسلام میں ایسی غذا کا استعمال ممنوع ہے۔ قرآن حکیم میں اکثر جگہ حلال اور طیب چیزوں کو ساتھ ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ حلال اور طیب کے بارے میں پوری طرح واقفیت حاصل کی جائے۔

حلال سے مراد کسی چیز کا شرعی اعتبار سے انسانی صحت کے لئے مفید ہونا ہے جب کہ طیب سے مراد اس غذا کا ایسی حالت میں ہونا ہے جب کہ وہ حیاتین (VITAMINS)

۲۶۔ ایضاً۔ کتاب الوضوء۔ ۲۷۔ ایضاً۔

۲۸۔ تجرید بخاری، حصہ دوم، بدء الخلق۔ ۲۹۔ قرآن ۔ ۵ : ۴۔

۳۰۔ قرآن ۔ ۵ : ۸۸۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے بھرپور ہو، تازہ اور صحت بخش ہو۔ تازگی کے اعتبار سے حواس اور نفس دونوں کے لئے مرغوب ہو، پھل ہوں تو پکے ہوئے اور تازہ ہوں، یہی حال گوشت اور سبزیوں کا ہے۔

دوسرے سوال، کتنا کھایا جائے؟ کے بارے میں فرمایا: وکلوا واشربوا ولا تسرفوا انہ لا یحب المسرفین[۳۱] کھاؤ پیو لیکن (کھانے پینے میں) اسراف نہ کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ دوسری آیت میں فرمایا: ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین[۳۲]: حدود سے تجاوز نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ تیسری جگہ فرمایا: ولا تبذر تبذیراً ان المبذرین کانوا اخوان الشیطین[۳۳]: بے اعتدالی نہ کرو کیونکہ بے اعتدال لوگ شیطان کے بھائی ہوتے ہیں۔ کتنا کھانے کے بارے میں "اسراف، اعتدا، اور تبذیر" سے پرہیز کرنا قرآنی اصول ہیں۔ کھانے میں اسراف اور اعتداء کرنے والوں کو یہ وعید سُنائی کہ وہ اللہ کی محبت سے ہمیشہ محروم رہتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں مومن کا منتہائے مقصود رضائے الٰہی کا حصول ہے اور ان اصولوں کی خلاف ورزی کا مطلب یہ ہے کہ ایسا کرنے والا اپنے مقصود کو ہرگز حاصل نہیں کرسکتا۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو پُرخوری اور زائد از ضرورت کھانا، اسلامی تعلیمات سے انحراف کے برابر ہے۔ تیسری آیت میں تو زائد از ضرورت کھانے والے کو کھلم کھلا شیاطین میں سے قرار دیا گیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ رضائے رحمٰن اور رضائے شیطان کا تعلق بقدر ضرورت اور زائد از ضرورت کھانے سے بھی ہے۔

اس سلسلے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ ذیل ارشادات قابل توجہ ہیں۔

بہت کھانے والے سے اللہ کی پناہ مانگو۔ استعیذوا باللہ من الرغب۔

بھوک سے زیادہ کھانے والے کو اللہ پسند نہیں کرتا۔ ان اللہ یبغض الاکل شبعہ فوق۔

کھانا اتنا کھایا جائے کہ ایک دو نوالوں کی بھوک رہ جائے[۳۴]

معدے میں ایک حصہ کھانے۔ ایک حصہ پانی اور ایک حصہ سانس کے لئے چھوڑنا چاہیئے۔[۳۵]

۳۱۔ قرآن، ۷: ۳۱۔ ۳۲۔ قرآن۔ ۵: ۸۷۔ ۳۳۔ قرآن، ۱۷: ۲۶، ۲۷۔
۳۴۔ صحیح بخاری، کتاب الاطعمہ، ۳۵۔ سنن ترمذی۔ ابواب الاشربۃ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

معدہ بدن کا حوض ہے اور رگیں اس کی نالیاں ہیں اگر معدہ صحیح ہو تو رگیں بھی ٹھیک رہتی ہیں۔
معدہ فاسد ہو جائے تو رگیں بھی بیمار ہو جاتی ہیں۔[۳۶]

کافر سات آنتوں سے کھاتا ہے اور مومن ایک آنت سے[۳۷]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ان ہدایات وارشادات سے معلوم ہوا کہ آپ کے نزدیک صحت و بیماری کا انحصار معدے پر ہے اور معدے کی صحت و بیماری کا انحصار بقدر ضرورت اور زائد از ضرورت کھانے پر ہے۔ طب قدیم و طب جدید کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد علم طب کا نچوڑ ہے، بلکہ آپ نے معدے کو بیماری و تندرستی کی بنیاد قرار دے کر تاریخ طب کو ایک نیا عنوان عطا کیا۔

صحت کے بارے میں اسلامی نقطۂ نظر سے بحث کرتے ہوئے یہ بات خاص طور پر توجہ طلب ہے کہ قرآن و حدیث میں مذکور طبی ہدایات کی حیثیت کیا ہے ؟

قرآن و سنت کی یہ تعلیمات بظاہر محض اخلاقی معلوم ہوتی ہیں، لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ اگر ہم عہد رسالت کو سامنے رکھ کر ان تعلیمات کا مطالعہ کریں، تو معلوم ہوگا کہ ان کی حیثیت فرامین وقوانین کی تھی اور حضور اکرم صلعم کی زبان مبارک سے نکلنے والا ہر لفظ حکم و قانون سمجھا جاتا تھا اور اس پر عمل کرنا معاشرے کی بہبود اور ضمیر کے اطمینان کا باعث ہوتا تھا۔ آج ان طبی اصولوں پر عمل کا صحیح راستہ یہ ہے کہ ان کی بنیاد پر ملک میں قوانین بنائے جائیں، جن کے پیچھے اخلاقی اور قانونی قوت موجود ہے۔ پہلے ابلاغ عام کے ذریعے ان کی خوب تشہیر کی جائے اور پھر ان کی خلاف ورزی کو قابل گرفت جرم قرار دیا جائے۔

۳۶۔ مشکوٰۃ، جلد دوم، حدیث نمبر ۴۲۹۳۔

۳۷۔ " " " ۳۹۲۵۔

© rasailojaraid.com